ارشادات حضرت علی علیہ السلام

از

نہج البلاغہ

اِرشادِ نبویؐ

بہترین لوگ وہ ہیں جو عوام کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یعنی
نیک گفتار و نیک کردار
اور بدترین لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو نقصان پہنچاتے
ہیں یعنی بد گفتار و بد کردار

تعلیمی

حسین ضابط

عوامی خدمت گزار کے نظریات

خالق کی عبادت ہے امداد غریبوں کی
نشانِ اطاعت ہے امداد غریبوں کی

پیسے کے دھنی یوں تو دنیا میں ہزاروں ہیں
دیندار کی دولت ہے امداد غریبوں کی

جینے کو تو جیتے ہیں حیوان بھی دنیا میں
انسان کی شرافت ہے امداد غریبوں کی

انساں وہی انساں ہے اوروں کے جو کام آئے
پابندی فطرت ہے امداد غریبوں کی

آرام کو قرباں جو اس راہ میں کرتے ہیں
ان کے لئے راحت ہے امداد غریبوں کی

محتاجوں کی دلجوئی بیماروں سے ہمدردی
اچھی یہی خدمت ہے امداد غریبوں کی

راحت جو حقیقی ہے دولت سے نہیں ملتی
روحانی مسرت ہے امداد غریبوں کی

تفریق ہے کچھ اس میں مذہب کی نہ فرقہ کی
ہر طرح سعادت ہے امداد غریبوں کی

طاقت نہ رہی ان میں خود آپ سنبھلنے کی
ہے فرض ہر انساں پر امداد غریبوں کی

از سید چراغ علی رضوی (مرحوم)
سابق ناظم اسٹیٹ

نوٹ:- یہ خیالات آقائی حسین ضابطہ کی خواہش پر نظم کئے گئے۔

مقدمہ

نہج البلاغہ ایک ایسی کتاب ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے شمع ہدایت ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ کے ہدایات صرف ایک قوم یا ایک مذہب کے لئے نہیں بلکہ بلا تفریق مذہب وملت ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ہیں، چنانچہ ساری دنیا میں ایک ہی مذہب ہے جس کا نام انسانیت ہے۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو مذہب بھی ایک ہوگا۔

چنانچہ حضرت علیؑ نے مالک اشتر گورنر مصر کو ہدایت فرمائی کہ۔ اے مالک! تمام بنی نوع انسان سے نیکی کرو۔ کیونکہ سب تمہارے بھائی ہیں۔ بعض دینی رشتہ سے بعض انسانی رشتے سے تمہارے بھائی ہیں۔

حسین ضابط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ (۱)

اِس میں ابتدائے آفرینش زمین و آسمان اور پیدائشِ آدم کا ذکر فرمایا ہے

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدح تک بولنے والے کی رسائی نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ حق کا اجتہاد کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں، اور نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں، نہ اس کی ابتدا کے لئے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جا سکے اور نہ اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے، اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے اس نے ہواؤں کو چلایا، اور تھرتھراتی ہوئی زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔

دین کی ابتداء اس کی معرفت ہے، کمالِ معرفت اس کی

تصدیق ہے، کمالِ تصدیق توحید ہے، کمالِ توحید تنزیہ و اخلاص ہے، اور کمالِ تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے۔ اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ لہٰذا جس نے ذاتِ الٰہی کے علاوہ صفات مانے، اس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لیا۔ اور جس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اس نے دوئی پیدا کی، جس نے دوئی پیدا کی اس نے اس کے لئے جز بنا ڈالا۔ اور جو اس کے لئے اجزا کا قائل ہوا، اور جو اس سے بے خبر رہا اس نے اسے قابلِ اشارہ سمجھ لیا۔ اور جس نے اسے قابلِ اشارہ سمجھ لیا اس نے اس کی حد بندی کر دی۔ اور جو اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا۔ جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز میں ہے؟ اس نے اسے کسی شے کے ضمن میں فرض کر لیا۔ اور جس نے یہ کہا وہ کس چیز پر ہے؟ اس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں، وہ ہے، ہوا نہیں۔ موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا وہ ہر شے کے ساتھ ہے، جسمانی اتصال کی طرح نہیں وہ ہر چیز سے علیٰحدہ ہے جسمانی دوری کے طور پر نہیں وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں، وہ اُس وقت بھی دیکھنے والا تھا جبکہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی۔ وہ یگانہ ہے اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان

ہو جائے۔

اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جس سے فائدہ اُٹھانے کی اِسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ جوش کے جس سے وہ بے تاب ہوا ہو۔ ہر چیز کو اسکے وقت کے حوالے کیا۔ بے جوڑ چیزوں میں توازن وہم آہنگی پیدا کی، ہر چیز کو جُداگانہ طبعیت ومزاج کا حامل بنایا۔ اور ان طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں۔ وہ اُن چیزوں کو اِن کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا۔ اِن کے حدودِ نہایت پر احاطہ کئے ہوئے تھا اور اِن کے نفوس واعضا کو پہچانتا تھا۔ پھر یہ کہ اِس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف واکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں اور اُن میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحرِ ذخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں، اسے تیز ہوا اور تُند آندھی کی پشت پر لادا۔ پھر اسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا۔ اور اِسے پانی کو اس طرح پابند رکھنے پر قابو دیا اور اِسے پانی کی سرحد سے ملا دیا، اس طرح نیچے ہوا دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا، پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہوا خلق کی، جس کا چلنا بانجھ (بے ثمر) تھا، اور اسے اس کے مرکز پر قرار رکھا، اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دُور دراز تک

پھیلا دی، پھر اس ہوا کو مامور کیا کہ وہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے
اور بحر بیکراں کی موجوں کو اُچھالے، اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا جسطرح
دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے دھکیلتی ہوئی تیزی سے چلایا
جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصّہ کو آخری
حصّہ پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پانی پہ پلٹانے لگی یہاں تک کہ
اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہو گئی اور وہ تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے
لگا۔ اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اٹھائی
اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کیے، نیچے والے آسمان کو رکی
ہوئی موج کی طرح بنایا۔ اور اوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور
اور بلند عمارت کی صورت میں اسطرح قائم کیا کہ نہ ستونوں کے
سہارے کی حاجت تھی نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت، پھر
انکو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے
آراستہ کیا اور ان میں ضوپاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا
جو گھومنے والے فلک، چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح
میں ہے، پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف
پیدا کیے۔ اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا،
کچھ ان میں سر بسجود ہیں، جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں
جو سیدھے نہیں ہوتے، کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ

نہیں چھوڑتے اور کچھ ذکرِ سبحانیت کر رہے ہیں جو اُکتاتے نہیں، نہ اُنکی آنکھوں میں نیند آتی ہے نہ اُن کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے اور نہ اِن پر نسیاں کی غفلت طاری ہوتی ہے ان میں کچھ تو وحیِ الٰہی کے امین، اِس کے رسولوں کی طرف پیغام رسانی کے لئے زبانِ حق اور اسکے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں۔ کچھ اُس کے بندوں کے نگہبان اور جنّت کے دروازوں کے پاسبان ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہہ میں جمے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو اطرافِ عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ اِن کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں۔ عرش کے سامنے اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اُس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصوّر نہیں کرتے نہ اِس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں اور نہ اشباہ و نظائر سے اِسکی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آدم علیہ السّلام کی تخلیق کے بارے میں فرمایا

پھر اللہ نے سخت و نرم اور شیریں و شورہ زار زمین سے مٹی جمع کی۔ اسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لس پیدا ہو گیا۔ اس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں موڑ اور جوڑ دار اعضا ہیں۔ اور مختلف حصے بھی اسے یہاں تک سکھایا کہ وہ خود تھم سکی۔ اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی۔ ایک وقتِ معیّن اور مدّتِ معلوم تک اسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اس میں روح پھونکی تو وہ ایسے انسان کی صورت میں کھڑی ہو گئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا۔ فکری حرکات سے تصرّف کرنے والا اعضاء و جوارح سے خدمت لینے والا، اور ہاتھ اور پیروں کو چلانے والا ہے اور ایسی شناخت کا مالک ہے جس سے حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ اور مختلف مزوں، بوؤں رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے۔ خود رنگا رنگ کی مٹی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور اضداد اور متضاد خلطوں سے اس کا خمیر ہوا ہے یعنی گرمی اور سردی، تری اور خشکی کا پیکر ہے۔

پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمانِ وصیّت کو پورا کریں جو سجدۂ آدم کے حکم کو

تسلیم کرنے اور اس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لئے تھا اسلئے اللہ نے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اسے عصبیت نے گھیر لیا بدبختی اس پر چھا گئی، آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اس نے اپنے آپکو بزرگ و برتر جانا اور کھنکھناتی ہوئی مٹی کی مخلوق کو ذلیل ٹھہرایا۔ اللہ نے اسے مہلت دی تاکہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدم کی) آزمائش پایۂ تکمیل کو پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے۔ چنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے یوم الوقت المعلوم تک کی مہلت ہو۔ پھر اللہ نے آدم کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں ان کی زندگی کو خوشگوار رکھا انھیں شیطان اور اسکی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا لیکن انکے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کے رہنے پر حسد کیا اور آخرکار انھیں فریب دیدیا۔ آدم نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل لیا۔ اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اٹھائی، پھر اللہ نے آدم کیلئے توبہ کی گنجائش رکھی۔ انھیں رحمت کے کلمے سکھائے۔ جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انھیں دار ابتلاء محل افزائش نسل میں اتار دیا۔ اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاء چنے، وحی پر ان سے عہد و پیمان لیا۔ تبلیغ رسالت کا انھیں امین بنایا، یہاں تک کہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا، چنانچہ وہ اس کے

حق سے بے خبر ہو گئے، اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا، شیطان نے اسکی معرفت سے انھیں روگرداں اور اس کی عبادت سے انھیں الگ کر دیا اللہ نے ان میں اپنے رسول مبعوث کئے اور لگاتار انبیا بھیجے تاکہ ان سے فطرت کے عہد و پیماں پورے کرائیں اسکی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں، پیغام زبانی پہنچا کر حجت تمام کریں، عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انھیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ یعنی یہ سروں پر پھیلا ہوا بلند بام آسمان، ان کے نیچے بچھا ہوا فرشِ زمین زندہ رکھنے والا ساما نِ معیشت، فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثے۔

اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبر یا آسمانی کتاب یا دلیلِ قطعی یا طریق روشن کے کبھی بھی یونہی نہیں چھوڑا۔ ایسے رسول بھیجے جنھیں تعداد کی کمی اور جھٹلانے والوں کی کثرت درماندہ و عاجز نہیں کرتی تھی۔ ان میں کوئی سابق تھا جس نے بعد میں آنے والے کا نام و نشان بتایا۔ کوئی بعد میں آیا، جسے پہلا پہچنوا چکا تھا۔ اسی طرح مدتیں گذر گئیں، زمانے بیت گئے۔ باپ داداؤں کی جگہ پر ان کی اولادیں بس گئیں۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے ایفائے عہد و اتمام نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث کیا جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جا چکا تھا۔ جن کے علامات (ظہور) مشہود اور محلِ ولادت مبارک و

مسعود تھا اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جدا جدا خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں، یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہہ دیتے اور کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے، اور کچھ اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خداوندِ عالم نے آپکی وجہ سے انھیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ پر لگایا۔ اور آپ کے وجود سے انھیں جہالت سے نجات دی۔ پھر اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ کو اپنے لقاؤ قرب کے لئے چنا۔ اپنے خاص انعامات آپکے لئے پسند فرمائے اور دارِ دنیا کی بود و باش سے آپ کو بلند تر سمجھا۔ اور زحمتوں سے گھری ہوئی جگہ سے آپ کے رُخ کو موڑا۔ اور دنیا سے باعزت آپکو اٹھا لیا، حضرت تم میں اسی طرح کی چیز چھوڑ گئے ہیں جو انبیاء اپنی امتوں میں چھوڑتے چلے آئے تھے اس طرح کہ انھوں نے طریق واضح و نشانِ محکم قائم کئے تھے، بغیر یوں ہی بے قید و بند اپنی اُمتوں کو انبیاء نے نہیں چھوڑا تھا۔ اسی طرح پیغمبر نے تمہارے پروردگار کی کتاب تم میں چھوڑی ہے اس حالت میں کہ انہوں نے کتاب کے حلال و حرام واجبات و مستحبات، ناسخ و منسوخ، رخص و عزائم، خاص و عام عبر و امثال، مقید و مطلق، محکم و متشابہ کو واضح طور سے بیان کر دیا۔ مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔ اس کی گتھیوں کو سلجھا دیا۔ اسمیں کچھ آیتیں وہ ہیں جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی ہے اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اسکے

بندے اِن سے ناواقف رہیں تو مضائقہ نہیں، کچھ احکام ایسے ہیں جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے اور حدیث سے اِن کے منسوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں جن پر عمل کرنا حدیث کی رو سے واجب ہے۔ لیکن کتاب میں ان کے ترک کی اجازت ہے۔ اس کتاب میں بعض واجبات ایسے ہیں جن کا وجوب وقت سے وابستہ اور زمانۂ آئندہ میں انکا وجوب برطرف ہو جاتا ہے قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے، کچھ کبیرہ ہیں جن کے لئے آتش جہنم کی دھمکیاں ہیں، اور کچھ صغیرہ ہیں جنکے لئے مغفرت کی توقعات پیدا کی گئی ہیں، کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصہ بھی مقبول ہے اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔

(اسی خطبہ میں حج کے سلسلے میں فرمایا) اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا ہے اِسے لوگوں کا قبلہ قرار دیا ہے جہاں لوگ اسطرح کھنچ کر آتے ہیں جسطرح پیاسے حیوان پانی کی طرف، اور اِسطرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب اللہ جل شانہ نے اِسکو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی و عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لئے جنھوں نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے کلام کی تصدیق کی۔ وہ انبیاء کی جگہوں پر ٹھہرے عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے شباہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو

سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان اور پناہ چاہنے والوں کے لئے حرم بنایا ہے۔ اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اسکی طرف راہ نوردی فرض کردی ہے چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانۂ کعبہ کا حج کریں جنھیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

خطبہ عجیبہ نمبر ۸۱

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنے والا، اور ہر مصیبت و ابتلاء کا دور کرنے والا ہے۔ میں اس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں چونکہ وہ اوّل و ظاہر ہے، اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے۔ اور اس سے مدد چاہتا ہوں چونکہ وہ قادر و توانا ہے۔ اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں جنھیں احکام کے نفاذ اور حجت کے اتمام اور عبرت ناک واقعات پیش کرکے، پہلے سے متنبہ کر دینے کے لئے بھیجا۔

خدا کے بندو! میں تمھیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں

جس نے تمہارے سمجھانے کے لئے مثالیں پیش کیں اور تمہاری زندگی کے اوقات مقرر کئے۔ تمہیں مختلف لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا ساماں فراواں کیا۔ اس نے تمہارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمہارے لئے جزا مقرر کر دی ہے۔ اور تمہیں اپنی وسیع نعمتوں اور (فراخ) عطیوں سے نوازا اور اثر کرنے والی دلیلوں سے تمہیں متنبہ کر دیا ہے وہ ایک ایک کر کے تمہیں گن چکا ہے۔ اور اور اس مقام آزمائش اور محل عبرت میں، اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دیں ہیں اسمیں تمہاری آزمائش ہے اور اسکی درآمد و برآمد پر تمہارا حساب ہو گا۔ اس دنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے، اس کا ظاہر خوشنما اور باطن تباہ کن ہے، یہ ایک مٹ جانے والا دھوکہ، غروب ہو جانے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ، اور جھکا ہوا ستون ہے جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگاتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اسکے پیروں کو اٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنی تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تار قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانہ (جنت یا دوزخ) دیکھ لے اور اپنے کئے کا نتیجہ پالے، بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے۔ نہ موت

کانٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں۔ باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے منزل منتہا و مقام فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور دنیا کی عمر تمام ہو جائے گی اور قیامت کا ہنگام آجائے گا تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے رہنے کے مقاموں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا۔ گروہ در گروہ صامت و ساکت الستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے نگاہِ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہوگی وہ ضعف و بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے۔ اور عجز و بیکسی کی وجہ سے ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حیلے اور ترکیبیں غائب اور اُمیدیں منقطع ہو چکی ہوں گی۔ دل مایوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں پھندا ڈال دے گا دہشت بڑھ جائے گی۔ اور جب انھیں آخری فیصلہ سنانے، اعمال کا معاوضہ دینے اور عذاب، عقوبت اور اجر و ثواب کے لئے بلایا جائے گا تو پکارنے والے کی کرخت آواز سے کان لرز اٹھیں گے۔ یہ بندے اسکے اقتدار کا ثبوت دینے کے لیئے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوتی ہے نزاع کے وقت ان کی روحیں قبض

کرلی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں، جہاں یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اُٹھائے جائیں گے اور اعمال کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔ انھیں دنیا میں رہتے ہوئے گلوخلاصی کا موقع دیا گیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چکا تھا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مہلت بھی دی گئی تھی۔ شک و شبہات کی تاریکیاں ان سے دور کردی گئی تھیں اور اس مدتِ حیات و آماجگاہِ عمل میں انھیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کرلیں، اور اتنی مہلت پائیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کے لئے ضروری ہے یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شفابخش نصیحتیں ہیں بشرطیکہ انھیں پاکیزہ دل اور سننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں، اللہ سے ڈرو اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سنا تو جھک گیا، گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا، خوف زدہ ہوا تو (اس نے) عمل کیا۔ خوف کھایا تو (اس نے) نیکیوں کی طرف پیش قدمی کی۔ قیامت کا یقین کیا تو (اس نے) اچھے اعمال بجالائے عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کیا۔ اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور اللہ کی پکار پر لبیک کہی تو پھر اسکی طرف رُخ موڑ لیا اور اسکی طرف توبہ و انابت کے ساتھ

متوجہ ہوا۔ اگلوں کی پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اسے دیکھ لیا۔ ایسا شخص طلب حق کے لئے سرگرم عمل رہا اور دنیا کے بندھنوں سے چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا اس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک وصاف رکھا اور (اُس نے) آخرت کے گھر کو آباد کر لیا، سفر آخرت اور اسکی راہ نوردی کے لئے اور احتیاج کے مواقع اور فقر و فاقہ کے مقامات کے پیشِ نظر اس نے زاد اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کے پیش نظر اس سے ڈرتے رہو اور جس حد تک اس نے تمھیں ڈرایا ہے اِس حد تک اس سے خوف کھاتے رہو اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفا چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے اِن چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اِس نے تمھارے لئے مہیا کر رکھیں ہیں۔

اِس نے تمہارے لئے کان بنائے تاکہ ضروری اور اہم چیزوں کو سنکر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تاکہ وہ کوری اور بے بصری سے نکل کر روشن و ضیا بار ہوں، اور جسم کے مختلف حصّے بنائے ہیں جن میں ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جنکے پیچ و خم اُنکی مناسبت سے ہیں، اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی مدتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدلوں کے ساتھ جو اپنی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں اور ایسے

دلوں کے ساتھ جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ
دیگر بڑی نعمتوں کے اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے
حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں جنھیں تم سے
مخفی رکھا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے تمہارے
لئے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ
جو اپنے حظ و نصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بند دل آزاد پھرا
کرتے تھے کس طرح اُمیدوں کے بر آنے سے پہلے موت نے انھیں جا لیا
اور عمر کے ہاتھ نے انھیں اِن اُمیدوں سے دور کر دیا اُس وقت
انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن درست تھے اور اسوقت
عبرت و نصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دور تھا، کیا یہ بھرپور جوانی
والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور (کیا یہ) صحت کی
تر و تازگی والے لوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں؟ اور
کیا یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں۔ جب چل چلاؤ کا ہنگام
نزدیک اور روانگی قریب ہو گی اور بستر مرگ پر قلق و اضطراب کی
بے قراریاں اور سوزش تپش کی بے چینیاں اور لعابِ دہن کے پھندے
ہوں گے عزیز و اقارب اور اولاد احباب سے مدد کے لئے فریاد کرتے
ہوئے اِدھر اُدھر کروٹیں کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہو گا تو کیا
قرابت داروں نے موت کو روک لیا، یا رونے والوں کے رونے

نے کچھ فائدہ پہنچایا۔ اِسے تو قبرستان میں، قبر کے ایک تنگ گوشہ کے
اندر جکڑ کر باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اسکی جلد
کو چھلنی کر دیا ہے اور وہاں کی پامالیوں نے اسکی تر و تازگی کو فنا کر دیا ہے۔
آندھیوں نے اِسکے آثار مٹا ڈالے، اور حادثات نے اِن کے نشانات تک کو
محو کر دیئے۔ تر و تازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے، ہڈیاں گل سڑ گئیں اور
روحیں گناہوں کے بارِ گراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین
کر چکی ہیں لیکن اِن کے لئے اب اچھے اعمال میں اضافہ کی کوئی صورت
اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے کیا تم انہی مر چکنے والوں کے
بیٹے، باپ، بھائی اور قرابت دار نہیں ہو؟ آخر تمھیں بھی تو ہو بہو انہی
کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے اور انہی کی
شاہراہ گذرنا ہے۔ مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت اور ہدایت
سے بے پرواہ ہیں۔ اور غلط میدان میں جا رہے ہیں۔ گویا ان کے علاوہ کوئی
اور مراد و مخاطب ہے اور گویا ان کے لئے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔
یاد رکھو کہ تمھیں گذرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم
لڑکھڑانے لگتے ہیں اور پیر پھسل جاتے ہیں اور قدم قدم پر خوف و دہشت
کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح ڈرو کہ جسطرح وہ مرد زیرک و دانا ڈرتا
ہے کہ جسکے دِل کو عقبیٰ کی سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو۔
اور خوف نے اِسکے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو۔ اور نمازِ شب نے

اسکی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور اُمیدِ ثواب
میں اسکے دہن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گذرتی ہوں۔ اور زہد و تقویٰ
نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکر الٰہی سے اسکی زبان ہر وقت
حرکت میں ہو، خطرات کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو۔ اور کجی بھی
راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو اور راہِ مقصود پر آنے
کے لئے (جس نے) سیدھا راستہ اختیار کیا ہو۔ نہ خوش فریبیوں نے
اس کو پیچ و تاب میں ڈالا ہو اور نہ مشتبہ باتوں نے اسکی آنکھوں پر پردہ
ڈال دیا ہو۔ بشارت کی مسرتوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی
نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گذارتا ہے وہ دُنیا کی عبورگاہ سے
قابلِ تعریف سیرت کے ساتھ گذر گیا اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے
ساتھ پہنچا۔ وہاں کے خطرات کے پیشِ نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم
بڑھایا اور اچھائیوں کے لئے اس وقفۂ حیات میں تیز گام چلا۔ طلبِ آخرت
میں دِل جمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور بُرائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے
دن کل کا خیال رکھا۔ اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نظر رکھی۔
بخشش و عطا کے لئے جنت اور عقاب و عذاب کے لئے دوزخ سے بڑھکر
کیا ہو گا۔ اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لئے اللہ سے بڑھ کر کون
ہو سکتا ہے اور سند و حجت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کے لئے
قرآن سے بڑھ کر کیا ہے؟ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں

جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعہ عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور تمہیں ایسے دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے۔ اور کانا پوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے۔ چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ پہلے تو بڑے بڑے جرائم کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے راستے پر لگا دیتا ہے اور اسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اسکو برا کہنے لگتا ہے اور جسے ہلکا اور سبک کر کے دکھایا تھا۔ اسکی گراں باری اور اہمیت بتاتا ہے اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے۔

اے چشم و گوش رکھنے والو!

اے صحت و ثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ بھاگ نکلنے کا موقعہ یا پھر دنیا میں پلٹ کر آنے کی کوئی صورت ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو، اور کدھر کا رخ کئے ہوئے ہو، یا کن چیزوں کے فریب میں آ گئے ہو حالانکہ اس وسیع و عریض زمین میں تم میں سے ہر ایک کا حصہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جس میں تم مٹی سے اٹا ہوا رخسار کے بل پڑے رہنا ہوگا۔

یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو! جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور روح بھی آزاد ہے ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقا یا مہلت اور از سرِ نو اختیار سے کام کر لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت ہے۔ قبل اسکے کہ تنگی و ضیق میں پڑ جائے اور خوف و اضمحلال اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے اور قادر و غالب کی گرفت اسے جکڑ لے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ نمبر ۲۳۱

جس میں مور کی عجیب و غریب آفرینش کا تذکرہ فرمایا ہے۔

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو وہ جاندار ہو یا بے جان ساکن ہو یا متحرک عجیب و غریب آفرنش کا جامہ پہنا کر خلق کیا ہے۔ اور اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں کہ عقلیں اُسکی ہستی کا اعتراف اور اُسکی (فرمانبرداری) کا اقرار کرتے ہوئے سرِ اطاعت خم کر چکی ہیں۔ اور اسکی یکتائی پر ہی عقل کی تسلیم کی ہوئی اور (اُس کے خالق بے مثال ہونے پر) مختلف شکل و صورت کے پرندوں کی آفرنیش سے پیدا ہوئی دلیلیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ وہ پرندے جن کو اُس نے زمین کے گڑھوں، دروں کے شگافوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسایا ہے جو مختلف طرح کے پر و بال اور جداگانہ شکل و صورت والے ہیں جنھیں تسلط (الہٰی) کی باگ ڈور میں گھمایا پھرایا جاتا ہے۔ اور جو کشادہ ہوا کی وسعتوں اور کھلی فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں۔ انھیں جبکہ یہ عجیب و غریب ظاہری

صورتوں سے (آراستہ کیا) اور (گوشت و پوست میں) ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے (جسموں کی) ساخت قائم کی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنھیں اِن کے جسموں کے بوجھل ہونے کی وجہ سے فضا میں بلند ہو کر تیز پروازی سے روک دیا ہے۔ اور انھیں ایسا بنایا ہے کہ وہ زمین سے کچھ ہی اونچے ہو کر پرواز کر سکیں، اِس نے اپنی لطیف قدرت اور باریک صنعت سے اِن قسم قسم کے پرندوں کو (مختلف) رنگوں سے ترتیب دیا ہے۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھالے گئے ہیں، کہ جس رنگ میں انھیں ڈبو دیا گیا ہے اِس کے علاوہ کسی اور رنگ کی اِن میں آمیزش نہیں کی گئی۔ اور بعض اِسطرح رنگ میں ڈبوے گئے ہیں کہ جس رنگ کا طوق انھیں پہنا دیا گیا ہے وہ اِس رنگ میں نہیں ملتا جس سے خود رنگین ہیں۔ اِن سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے (اعضا کو) موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے۔ اور اسکے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ یہ (حسن و توازن) ایسے پروں سے ہے جن کی جڑوں کو (ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے اور ایسی دُم سے ہے جو دُور تک کھنچی چلی جاتی ہے جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے۔ تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے۔ اور اِسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اُس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل

جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دادین کی اِس کشتی کا یا دبان ہے جسے اِس کا ملاّح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو وہ اسکے رنگوں پر اتراتا ہے۔ اور اِس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے۔ اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے۔ اور (اپنی مادّہ) کو حاملہ کرنے کے لئے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ اس میں (بیان) کے لئے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اِس شخص کی طرح نہیں کہتا جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو۔ گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اِس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اُس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آکر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے اور پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے۔ اور اِس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے علاوہ اِس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا ہو تو بھی (اِن کے خیال کے مطابق) کوّے کے اپنی مادّہ کو (پوٹے سے دانہ پانی) بھرا کر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اِس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصور کرو گے اور اِن پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پرو بال) اُگے ہوئے ہیں انھیں (زردی میں) خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے۔ اگر تم اسے زمین کی اُگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو کہو گے کہ، وہ

موسم بہار کے منتخب شگوفوں کا گلدستہ ہے۔ اور اگر کپڑوں سے تشبیہ
دو گے تو وہ منقش حلّوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر
زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے اِن نگینوں کی طرح
ہے جو مُرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیئے گئے
ہوں وہ اِس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر خوش خرام
ہوتا ہے اور اپنی دُم اور پر و بال کو غور سے دیکھتا ہے تو اپنے پیراہن
کے حسن و جمال اور اپنے گلوبند کی رنگتوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر
ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز
سے روتا ہے کہ گویا فریاد کر رہا ہے اور اپنے درد (دل) کی گواہی
دے رہا ہے۔ کیونکہ اِسکے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مرغوں کے
پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اور اسکی پنڈلی کے کنارے
پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے اور اِسکی (گردن پر)
یال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے۔ اور گردن کا
پھیلاؤ اِس طرح معلوم ہوتا ہے جیسے صراحی (کی گردن) اور اسکے
گڑنے کی جگہ سے لیکر وہاں تک کا حصہ کہ جہاں اِس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ
کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے یا اِس ریشم کی طرح ہے جو صیقل
کئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں
لپٹا ہوا ہے لیکن اِس کی آب و تاب کی فراوانی اور چمک دمک کی

بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تروتازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے۔ اسکے کانوں کے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے جس نے سفید دھاری کا کچھ حصّہ نہ لیا ہو اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب وتاب کی زیادتی اپنے پیکر ریشمیں کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوتی ہے وہ اِن بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے جنھیں نہ فصلِ بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج نے پرورش کیا ہو وہ کبھی اپنے پروبال سے برہنہ اور اپنے رنگین لباس سے عُریاں ہو جاتا ہے اِسکے بال وپر لگاتار جھڑتے ہیں اور پھر پے در پے اُگنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے بازوؤں سے اِس طرح جھڑتے ہیں جسطرح ٹہنیوں سے پتے، یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل وصورت تھی اِسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سر مو اِدھر سے اُدھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرتا ہے۔ جب اسکے پَروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سُرخی اور کبھی زمُرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا

(غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں
کیونکر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک
رسائی پا سکتی ہیں یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیونکر اسکے وصفوں
کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جسکے چھوٹے سے چھوٹے جز نے بھی واہموں
کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو،
تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان
کرنے سے بھی عقلوں کو عاجز کر رکھا ہے جسے آنکھوں کے سامنے
نمایاں کر دیا تھا۔ اور ان آنکھوں نے اسکو ایک حد میں گھرا ہوا،
اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت
میں دیکھ بھی لیا۔ اور جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے
وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے
سے درماندہ کر دیا ہے اور پاک ہے وہ خدا جس نے چیونٹی اور
مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے
پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ
کوئی پیکر جس میں اس نے روح داخل کی ہے جنبش نہیں کھائے گا
مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حد آخر قرار دے گا؟

(اس خطبہ کا یہ حصہ جنت کے بیان میں ہے) اگر تم دیدہ
دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو

تمہارا النفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں
اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا اور وہ ان
درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں جن کی جڑیں
جنت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں
کھو جائے گا اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں
کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے
پھلوں کے نکلنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا ایسے پھل جو بغیر
کسی زحمت کے چنے جا سکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے
مطابق آگے بڑھ آتے ہیں۔ وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں
اُترنے والے مہمانوں کے گرد پاک و صاف شہد اور صاف ستھری
شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں
کہ اللہ کی بخشش و عنایت ہمیشہ اُن کے شاملِ حال رہی یہاں تک کہ
وہ اپنی جائے قیام میں اتر پڑے۔ اور سفروں کی نقل و حرکت
سے آسودہ ہو گئے۔ اے سننے والے اگر تو اِن دلکش
مناظر تک پہنچنے کے لئے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری
طرف ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری
جان ہی نکل جائے گی۔ اور اسے جلد سے جلد پالینے کے لئے میری
اِس مجلس سے اُٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار

کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے گا۔ اللہ سبحانہ، اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں اِن لوگوں میں سے قرار دے گا کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سرتوڑ) کوشش کرتے ہیں۔

گھوڑے جوڑے کی خوبیاں!

"دلھن اپنے سسرال والوں کو محبت دینے کے موقف میں نہیں رہتی! کیونکہ جب بھی وہ سوچتی ہے کہ میرے سسرال والے اپنی اولاد کو غلام بنا کر اُسے گھوڑا جوڑا کے نام سے میرے ماں باپ کو فروخت کئے ہیں۔ اور اپنی اولاد کی قیمت گھوڑا جوڑا کے نام سے وصول کر لئے ہیں۔ تو وہ محسوس کرتی ہے کہ واقعی وہ ایک غلام کی بیوی ہے۔ اور اُس کی ہونے والی اولاد بھی غلام زادہ رہے گی۔ تو اس بات کا غم ہمیشہ اُسے ستاتا ہے!

یاد رکھئے! جس گھر میں گھوڑے جوڑے کی رقم آتی ہے اُس گھر سے خیر و برکت چلی جاتی ہے۔

دل شکستن ہنر نمی باشد
دل بدست آور کہ حج اکبر است

حسین ضابط الفاہونل سکندر آباد

اِرشاداتِ مُرتضوی ؑ

حضرت امام حسن علیہ السلام کے نام

اے فرزند بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مذہب کے
معاملے میں تمہارے ہم خیال نہیں ہیں لیکن تم احتیاط
کرنا اِن سے ایسی گفتگو نہ کرنا جس [illegible]
اور دل شکنی کا باعث ہو۔

فرمان حضرت علی علیہ السلام

مالک اشتر گورنر مصر کے نام

اے مالک! تمام بنی نوع انسان سے نیکی کرو، کیونکہ
سب تمہارے بھائی ہیں، بعض دینی رشتے سے تمہارے
بھائی ہیں اور بعض انسانی رشتے سے تمہارے بھائی ہیں۔

ارشاد حضرت علیؑ

کچھ لوگ حضرت علیؑ کی خدمت میں

حاضر ہوتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں

یا علیؑ عید کب ہے۔

حضرت فرماتے ہیں جس دن تم

سے گناہ نہ ہو وہ دن تمھاری

عید ہے